

فیصلہ خط

پشاور ہائی کورٹ، مینگورہ نجخ (دارالقضاء) سوات

(محکمہ قضاء)

فوجداری اپیل نمبر 47 سال 2007ء

فیصلہ

16-02-2016

تاریخ فیصلہ:

ندارد

برائے اپیلانٹ:

محمد سعید خان شانگلہ ایڈوکیٹ

برائے ملزم / ریسپانڈنٹ:

جناب صابر شاہ ایڈوکیٹ جزل خیر پختونخواہ

برائے سرکار:

محمد داؤد حنان، نج:

اپیلانٹ حضرت سلام نے اپیل ہذا برخلاف فیصلہ مصدرہ 2006-11-20 دائر کی ہے جس کی رو سے فاضل عدالت ضلع قاضی صاحب دیر بالا نے ملزم / ریسپانڈنٹ میاں جان، جو کہ ابتدائی اطلاعی رپورٹ نمبر 35 مورخہ 08-05-2005 زیر دفعات 341، 324، 341 تجزیرات پاکستان تھانہ گلکوت ضلع دیر بالا میں نامزد تھا، کوٹک کافائدہ دیکھ برا کیا ہے۔ مذکورہ فیصلہ سے ازردہ ہو کر اپیلانٹ نے اپیل ہذا دائر کی۔

2۔ مختصر حالات مقدمہ کچھ یوں ہیں کہ SHO تھانہ گلکوت واقعہ کی اطلاع پا کر بوقت 9:00 بجے جائے وقوعہ پہنچتا ہے جہاں پر حضرت بلال مجروح (مابعد فوت شدہ) درست ہوش و حواس میں رو برو گواہان رپورٹ کرتا ہے کہ بروز وقوعہ وہ ہمراہ حضرت سلام (موجودہ اپیلانٹ)، دلاور خان، شاہ نواز خان اور محمد نثار اپنی جیپ جسکی ڈرائیور زولت خان (مقتول) کر رہا تھا میں بیٹھ کر اپنی اراضیات "لتروڑ" برائے لادنے آ لوگئے تھے جہاں سے واپسی پر وہ گلکوت کی طرف روانہ ہوئے تو بوقت 8:30 بجے ملزم میاں جان (موجودہ ریسپانڈنٹ) ہمراہ روپوш ملزم محمد زرین مسلح ایک طرف جبکہ دیگر روپوش ملزم میاں جان فاتح جان و باور خان مسلح دوسری طرف تاک میں بیٹھے ہوئے تھے اور دیکھتے ہی ان پر فائز نگ شروع کی جن کی فائز نگ سے ڈرائیور زولت خان موقع پر لگ کر جاں بحق ہوا اور وہ خود سامنے سینہ اور چہرے پر لگ کر

زخمی ہوا ہے جبکہ دیگر ہمارا ہی ان جو وقوع کے چشم دید گو اہان ہیں، بال بال ٹھک گئے ہیں۔
مستغیث / مجروح نے وجہ عداوت یہ بتلائی کہ ملزم فریق کا ایک آدمی کافی عرصہ پہلے لاپتہ ہوا
ہے جسکا شک ملزم فریق کو ان پر تھا۔ مستغیث / مجروح نے زولت خان مقتول کے قتل اور
اپنی مجرودیت کی دعویداری ملزم بالا پر کی۔

آمدہ SHO نے مذکورہ بالا روپ بٹھکل مراسلہ تحریر کر کے مجروح / مستغیث کو
سنائی جس نے اسے درست تسلیم کرتے ہوئے اپنا نشان انگشت ثبت کیا۔ بعد مذکورہ SHO
نے جائے واردات کا معائنہ کیا اور مجروح کا نقشہ ضرر مرتب کر کے ہسپتال روانہ کیا۔ جبکہ
مراسلہ مظہر شدہ بطور 1/Ex PA مقتول زولت خان کے نقشہ ضرر کی بابت خاموش ہے۔
مقتولین کا پوسٹ مارٹم اس وجہ سے نہیں کرایا گیا کہ لواحقین اپنی مرضی سے پوسٹ مارٹم
کروانے کے خواہاں نہیں تھے، اور ان سے اس بابت پولیس نے تحریر بھی لیں۔

3- مقدمہ ہذا میں تفتیش شروع کی گئی۔ موجودہ ملزم نے وقوع کے دن ہی تھانہ گندیگار
میں اپنی گرفتاری پیش کی۔ دیگر ضروری تفتیش کے بعد چونکہ موجودہ ریسپانڈنٹ کے علاوہ دیگر
زمزان اپنی گرفتاری سے دانتہ گریزاں ہونے کی وجہ سے روپوش تھے لہذا مذکورین کے خلاف
کارروائی زیر دفعہ 512 ضابطہ فوجداری عمل میں لائی گئی جبکہ بعد از مکمل ہونے تفتیش موجودہ
ملزم کے خلاف چالان مکمل فاضل عدالت ضلع قاضی دیر بالا میں داخل کیا گیا۔ مقدمہ کی
ساعت شروع ہونے پر استغاثہ نے اپنے موقف کی تائید میں چھ گواہاں پیش کئے۔ جس کے بعد
موجودہ ملزم کا بیان زیر دفعہ 342 ضابطہ فوجداری قلمبند کیا گیا جس میں ملزم نے نہ صرف
لگائے گئے الزامات کی صحت سے انکار کیا بلکہ موقف اختیار کیا کہ وہ بے گناہ ہے اور وقوع کے
روز موقع پر موجود ہی نہ تھا اور ضلع دیر میں رات گزارنے کے بعد بیپوڑا اور داروڑہ گیا تھا۔ مزید
برآں ملزم نے اپنے دفاع میں شہادت پیش کی اور برخلاف بیان قلمبند کروایا۔ بعد از تکمیل
شہادت استغاثہ و دفاع، فاضل عدالت ماتحت نے ملزم کو شک کا فائدہ دیکر بروئے فیصلہ زیر
اعتراض مصدر 6-20-11-2006 بری کیا۔

4- اپیلانٹ اور اس کے وکیل کو بارہا نوٹس ہائے جاری کئے گئے لیکن باوجود اس کے وہ
حاضر عدالت نہ ہوئے لہذا ہم نے وکیل ملزم اور وکیل سرکار کو متنا اور مسل پر موجود مواد کا
باریک بنی سے مطالعہ کیا۔

5- ملاحظہ مسل سے عیاں ہے کہ برابر مراحلہ Ex PA / 1 موقعاً ہذا مورخہ 05-08-2005 کو بوقت 08:30 بجے واقع ہوا جبکہ رپورٹ اُسی روز بوقت 00:00 بجے کی گئی اور مجروم حضرت بلاں (مابعد فوت شدہ) مقدمہ ہذا میں مستغیث ہے جس نے موجودہ ملزم میاں جان کے ہمراہ روپوش مژمان محمد زرین، فاتح جان اور باور خان کو نامزد کیا۔ فاضل عدالت ماتحت نے موجودہ ملزم کو شک کافائدہ دیکر بری کیا ہے۔ جس سے رنجیدہ ہو کر اپیلانٹ نے اپیل ہذا درج کی ہے۔

6- ہم چوں قسم کے مقدمات کو ثابت کرنے کے لئے وزنی اور قوی شہادت لازم ہے جس کا قانونی شہادت کے عین اصولوں کے مطابق پر کھانا از حد ضروری ہے۔ استغاثہ نے اپنے موقف کی تائید میں چھ گواہاں پیش کئے ہیں لیکن تمام تراخصار مبینہ بیان نزع، جو کہ مقتول حضرت بلاں (جو کہ اُس وقت مجروم تھا) نے بشكل مراحلہ قلمبند کروایا، پر رکھا ہے۔ مذکورہ بیان نزع کو ثابت کرنے کے لئے ضروری ہے کہ دیگر شہادت اس کی تائید کرے اور اس کو تب ہی زیر غور لایا جاسکتا جب اس کی تائید غیر جانبدار، مستند اور آزاد گواہاں کر سکیں جن کی سند اور غیر جانبداری، دوسری صورت میں، سوالیہ نہ ہو۔ موجودہ مقدمہ میں چونکہ بیان نزع کے تائیدی گواہاں مقتول کے قریبی رشتہ دار ان ہیں جن میں موجودہ اپیلانٹ 3 PW حضرت سلام مقتول حضرت بلاں کا بھائی جبکہ محمد شاہ 4 PW مقتول کا داماد ہے۔ لہذا موجودہ مقدمہ میں ایسا کوئی گواہ موجود نہ ہے جو کہ غیر جانبدار، مستند اور آزاد ہو اور بیان نزع کی توثیق کر سکے۔ علاوہ ازیں مذکورہ بیان نزع کو ثابت کرنے کے لئے ضروری ہے کہ دیگر واقعی شہادت بھی اس کی توثیق کرے لیکن مقدمہ ہذا میں ہمیں ایسا کوئی توثیقی مواد دستیاب نہیں ہوا جو کہ مذکورہ بیان نزع کو قابل قبول بنائے۔ اگر مقتول حضرت بلاں جس نے مبینہ بیان نزع دیا ہے، کی رپورٹ مرگ کو بہ نظر عین جانچا جائے تو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مقتول حضرت بلاں بوقت 08:30 بجے اس دارِ فانی سے رخصت ہو چکا تھا۔ سہولت کے لئے مذکورہ رپورٹ مرگ PK کی سطر نمبر 3 ذیل میں نقل کی جاتی ہے:-

"3۔ موقع موت کے معلوم ہونے کی تاریخ اور وقت: 05-08-2005 بوقت 08:30 بجے"

جس سے واضح ہوتا ہے کہ پولیس کے جائے وقوعہ پر پہنچنے سے قبل ہی مقتول حضرت بلاں فوت ہو چکا تھا۔ یہ امر قابل تجسس ہے کہ بوقت 08:30 بجے مقتول حضرت بلاں کو گولیاں لگیں اور 00:00 بجے تک وہ اُسی حالت میں اسی جیپ میں بیٹھا رہا جبکہ قرب و جوار کے تقریباً 150/100 لوگ جمع ہیں، چار پائیاں لائی جا چکی ہیں اور کوئی بھی اُسے جیپ سے اٹارنے

کی سعی نہیں کر رہا جو کہ پختون روایات کے بالکل بر عکس ہے۔ یہ امر بھی فطرتی عمل کے خلاف ہے کہ بوریوں کے اوپر بیٹھے گواہان اور قرب و جوار کے جمع شدہ لوگ جب مقتول زولت خان کی لاش کو جیپ سے نکال کر چار پائی پر ڈال رہے تھے تو انہوں نے کیونکر مجرمو حضرت بلاں کو جیپ سے نہیں نکالا اور آدھا گھنٹہ تک پولیس کے آئے کا انتظار کیا؟ امر واقعہ مذکورہ گواہان کی موجودگی، سند اور غیر جانبداری کو مشکوک بناتا ہے لہذا قرار دیا جاتا ہے کہ مذکورہ بیان نزع ناقابل ادخال شہادت ہے۔

7- علاوه ازیں شہادت استغاثہ تضادات کا ایک جگہ ہے اور چشم دید گواہان کی موقع پر موجودگی بھی شکوک و شبہات سے بھری ہے۔ کیونکہ 3 PW حضرت سلام (موجودہ اپیلانٹ) اپنی جرح میں کہتا ہے کہ:-

"پدوران و قوعہ ہم گواہان بوریوں کے اوپر بیٹھے تھے" ---

"فائرنگ شمالاً جنوباً ہوئی تھی جو تقریباً 7/8 قدم کے فاصلے سے کی گئی تھی اور آپارا تھی" ---

"مذکورہ فائرنگ سے جیپ کا گیٹ صرف ایک گولی سے لگی ہے۔ بقايا گولیاں جیپ پر نہیں لگی ہیں۔ فائرنگ سے جیپ کافرنٹ شیشہ نہیں لگی تھی"

عجب اتفاق ہے کہ بدواران و قوعہ چشم دید گواہان جیپ کے اوپر بیٹھے ہیں، آپار فائرنگ ہو رہی ہے، جیپ پر صرف ایک گولی لگتی ہے، جیپ کے اندر بیٹھے دو افراد لگ کر زخمی ہو جاتے ہیں جبکہ گواہان مذکورہ جو جیپ کے اوپر بیٹھے ہیں، سرینچے کر کے خود کو بچالیتے ہیں۔ جبکہ اتنی شدید اور آپار فائرنگ کے باوجود جیپ کے شیشوں پر خراش تک نہیں آتی۔ مقتولین کو چار گولیاں لگتی ہیں جبکہ جیپ مذکورہ کے صرف بائیک Pillar پر ایک گولی کا نشان پایا جاتا ہے۔ یہ سارے واقعات نہ صرف شکوک و شبہات کو جنم دیتے ہیں بلکہ استغاثہ کے موقف کی نفی بھی کرتے ہیں۔

8- اسی طرح 4 PW محمد ثار اپنی جرح میں کہتا ہے کہ:-

"پولیس کی آمد پر حضرت بلاں جیپ میں تھا" ---

"پولیس نے خون جیپ سے قبضہ نہیں کی تھی بلکہ زمین سے اٹھائی تھی"

PW 5 مددوست خان ASI جو کہ مقدمہ ہذا میں تفتیشی آفیسر بھی ہے، مقتول حضرت بلاں کی جیپ میں موجودگی، مقتول سے جیپ مذکورہ میں خون بنہے اور جیپ مذکورہ سے خون حاصل کرنے کو سرے سے کچھ یوں رد کرتا ہے:-

"یہ درست ہے کہ جیپ کی سیٹوں سے میں نے جائے موجودگی

مقتولین سے کوئی خون بطور ثبوت برآمد نہیں کی ہے کیونکہ وہاں

پر کوئی خون موجود نہ ہے"۔۔۔

مذکورہ گواہ اگلی ہی سانس میں کہتا ہے کہ:-

"پہ غلط ہے کہ وقوعہ جیپ میں ہونا نہیں بوئی ہے۔ اس لئے وہاں

خون موجود نہ ہے"

PW 4 اور PW 5 کے مذکورہ بالا بیانات سے یہ اور بھی سہل ہو جاتا ہے کہ مقتولین حضرت بلاں وزولت خان بوقت و قوعہ سرے سے جیپ میں موجود ہی نہیں تھے کیونکہ اگر وہ جیپ میں موجود ہوتے تو لازمی طور پر جیپ مذکورہ کے شیئے ٹوٹ چکے ہوتے اور جیپ کے کئی حصوں پر گولیوں کے نشانات پائے جاتے۔ جیپ مذکورہ میں خون کا نہ ہونا بھی بعید از قیاس ہے کیونکہ بمقابلہ استغاشہ مقتول حضرت بلاں وقت و قوعہ یعنی 03:30 بجے سے 09:00 بجے تک زخمی حالت میں جیپ میں ہی موجود تھا۔

9۔ لہذا یہ قرار دیا جاتا ہے کہ بیان نزع کے دونوں تائیدی گواہاں بوجہ قریبی رشتہ دار ہونے غیر جانبدار، مستند اور آزاد نہیں ہیں بلکہ ملزم کی سزا یابی میں دلچسپی رکھنے والے ہیں۔ مزید برآں مسل پر موجود دستاویزی اور دیگر واقعیتی شہادت، بیان نزع کے تائیدی و چشم دید گواہاں کی موقع پر موجودگی کو مبہم کر رہی ہے۔ جبکہ جیپ مذکورہ میں کسی قسم کے خون کی عدم موجودگی بھی وقوعہ کے جیپ میں نہ ہونے کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ مذکورہ بالا نتیجہ اخذ کرنے میں ہم نے معزز عدالت عظمیٰ پاکستان کے نظائر "SCMR 1825" 2007 فرمان احمد بنا م "SC 255" 2006 PLD مسماۃ زاہدہ بی بی بنام سرکار" اور عدالت عالیہ محمد حیات وغیرہ" لال خان بنام مولید اد وغیرہ 860 (Lahore Cr.C.) PLJ 2012 سے لاحور کی نظریہ" لال خان بنام مولید اد وغیرہ 860 (Lahore Cr.C.) سے رہنمائی حاصل کی۔

10۔ مذکورہ بالا بیان نزع، تائیدی و چشم دید گواہاں کی موجودگی کے علاوہ بھی شہادت استغاشہ تضادات کا شکار اور شکوک و شبہات سے لمبڑی ہے۔ بمقابلہ موقف استغاشہ مظہران نے ایک لکڑی کے ذریعہ سڑک بند کر کے مقتولین فریق کو روکا تھا جبکہ دوسرا طرف 4 PW اپنی

جرح میں کہتا ہے کہ بدوران ملاحظہ موقع انہوں نے لکڑی کو نہیں دیکھا تھا۔ اسی طرح PW 5 کہتا ہے کہ:-

"یہ درست ہے کہ مطابق گواہان چشم دید چلتی ہوئی جیپ پر فائرنگ کی گئی تھی۔ پھر کہا کہ گواہان نے کہا تھا کہ گاڑی کے سامنے لکڑی سے راکاؤٹ ڈالی گئی تھی۔ جس سے گاڑی ہوئی تھی لیکن بوقت ملاحظہ موقع میں نے کوئی لکڑی نہیں دیکھی تھی اور نہیں گواہان نے درمیں بارہ کوئی نشاندہی کی تھی"

11. موجودہ ملزم سے دوران تفتیش آلہ قتل برآمد کیا گیا تھا برآئے تجزیہ FSL بھجوائے گئے تاکہ اس بات کا تعین ہو سکتا کہ آیا مذکورہ گولیاں ایک ہی اسلحہ آتشین سے فائر شدہ ہیں یا کہ مختلف سے؟ پولیس نے مقدمہ ہذا میں سائنسی خطوط پر تفتیش کی زحمت نہیں کی اور صرف مقتولین کے خون آلود قمیں ہائے برآئے تجزیہ FSL بھجوائے گئے۔ مقتول زولت خان کی خون آلود قمیں برلوئے فرد PW 6 پیش ہوئے قبضہ پولیس میں کی گئی جس کے دو حاشیہ گواہان میں سے ایک باچہ خان بطور PW 4 پیش ہوا ہے جس کے بیان جرح کے مطابق اس نے پولیس کے کہنے پر صرف کاغذ پر دستخط کیا تھا۔ جبکہ مقتول حضرت بلاں کی خون آلود قمیں برلوئے فرد PC 4 پیش ہوا لیکن مذکورہ گواہ نے اپنے صدر بیان میں PC کا ذکر نہیں کیا ہے۔ لہذا مذکورہ بالا شہادت بابت Ex PC اور Ex PJ بھی درخور اعتناء نہ ہونے کی بیانیا پر ہرگز قابل اعتبار نہیں ہے۔

12. اس میں کوئی دورائے نہیں کہ فوجداری مقدمات کافیصلہ معیاری اور مستند شہادت پر کیا جاتا ہے اور یہی عدالت کی اولین ترجیح ہوتی ہے۔ بصورت دیگر قانون کا یہ سنہرے اصول حرکت میں آیا گا کہ ملزم کی بریت کے لئے صرف واحد شک بھی کافی تصور کیا جائیگا اور جس کا فائدہ لازماً ملزم کو دیا جائیگا کیونکہ ملزم کی بریت کے لئے ضروری نہیں کہ استغاثہ کے مقدمہ میں بہت سارے شکوک و شبہات ہوں۔ قانون کے اس سنہرے اصول یعنی "شک کا فائدہ" کے حوالہ سے معزز عدالت عظیمی پاکستان کی مشہور نظریہ "محمد القمان بنام سرکار" 1970 SC 10 سے رہنمائی لی جاسکتی ہے۔ جس میں معزز نفع نے درج ذیل مشاہدہ کیا:

"It may be said that a finding of guilt against an accused person cannot be based merely on the high

probabilities that may be inferred from evidence in a given case. The finding as regards his guilt should be rested surely and firmly on the evidence produced in the case and the plain inferences of guilt that may irresistibly be drawn from that evidence. Mere conjectures and probabilities cannot take the place of proof. If a case where to be decided merely on high probabilities regarding the existence of non-existence of a fact to prove the guilt of a person, the golden rule of "benefit of doubt" to an accused person, which has been a dominant feature of the administration of criminal justice in this country with the consistent approval of the superior Courts, will be reduced to a naught".

مذکورہ بالا مشاہدات معزز عدالت عظمیٰ پاکستان نے بعدہ مندرجہ ذیل مقدمات میں دوبارہ نافذ کئے:

"طارق پرویز بنام سرکار (1995 SCMR-1345)،" "محمد خان وغیرہ بنام سرکار (1999 SCMR-1220)،" "محمد اکرم بنام سرکار (2009 SCMR-230)" اور "ریاض مسح عرف مٹھو بنام سرکار (NLR 1995 Cr.SC 694)"

13۔ ان حالات میں استغاثہ اپنے موقف کو بذریعہ معیاری اور مستند شہادت ثابت کرنے میں ناکام رہا ہے۔ لہذا بوجوہات بالا ہم اس میں کوئی جھجک محسوس نہیں کر رہے کہ فیصلہ زیر اعراض کو برقرار رکھیں۔ نتیجتاً اپیل ہذا خارج کی جاتی ہے۔

حکم سنایا گیا

16-02-2016

ج

ج